اسلام کا معاشی واقتصادی نظام اور اس کے خصائص (تعلیمات نبویﷺ کی روشنی میں)

The Economic/Financial System of Islam and Its Characteristics (In the Light of Prophetic Teachings)

خاور انجم*

پروفیسر ڈاکٹر منیر احمد خان**

ABSTRACT:

The religion of Islam provides complete code of life for all humans, for all mankind, at all times, and in every place, in all the fields of life, has been revealed as a rule for all the areas of life. Islam has been revealed by the creator and owner of this world for the sake of human beings, so that Allah knows best to know, where and what rules and what religion It is better than they can walk the system of the world with moderation and justice, and can be able to change their Hereafter, because of which the religion which has been chosen for their servants is better, superior and capable and acceptable. There is no one else capable of being superior and capable.

There is no bar on state ownership of enterprise in Islam. The basic economic institutions may be brought under state control, if this is required to establish social justice or protect the interests of the community. Islam protects lawful property and is in favour of confiscation of unlawful property. There are some instances of takeover of unlawful property during the period of Hazart Omar and Hazrat Omar bin-Abdul Aziz. Lawful property can be taken over by the state only for valid social reasons after due compensation. During the last Hajj the Prophet (SM) announced the principle of protection of lawful property. The Quran says, "Don't eat each other's property wrongfully" (Sura Nisa, Ayat-29).

Keyword: Islam, Financial system, Economics, Quran, Hadith, Marketing.

کچھ ماہرین اقتصادیات، اخلاقیات سے اقتصادات کا ربط مشکل سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ علم الاقتصاد (Economic Facts) ایک غیر جانبدارانہ فن ہے جس کا اخلاقی مباحث سے کوئی تعلق نہیں لیکن اسلامی اقتصاد (Islamic Economic) میں اخلاقیات (Ethics/Morality) کو اسلامی عقیدے کا ایک جزء سمجھا جاتا ہے اس لیے تجارتی اور اقتصادی معاملات کو شریعت اسلامی کے عام دائرے سے الگ نہیں کیا جاسکتا ہے کیونکہ مسلمان دوسروں کے ساتھ اپنے دیگر تعامل کی طرح ایسے معاملے میں بھی

*Research Scholar, Department of Islamic Studies, University of Sindh, Jamshoro.
Email: khawaranjum373@gmail.com

**DEAN, Faculty of Islamic Studies, University of Sindh, Jamshoro.

اللہ کی نگرانی کا خیال رکھتا ہے۔جب سے بنی آدم یعنی انسان (Human being) نے اللہ تعالیٰ کی اس روئے زمین (Land) پر قدم رکھا ہے اس کے سامنے دو نقطۂ نظر رہے ہیں، جو کہ انتہائی اہمیت کے حامل ہیں: ایک یہ کہ انسان کی زندگی ماں کی گود سے شروع ہوتی ہے اور زمین کی گود پر ختم ہو جاتی ہے اسے آپ زندگی کا ''مادی تصور (Acquisitive thought)'' کہہ سکتے ہیں۔ دوسرا نقطۂ نظر یہ ہے کہ دنیا کی یہ زندگی ہی کل زندگی نہیں ہے بلکہ پوری زندگی کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے اسے ہم زندگی کا ''مذہبی تصور'' (Religious imagination) کہہ سکتے ہیں۔

زندگی کے پہلے نقطۂ نظر یعنی ''مادی تصور'' کے مطابق انسان ان ہی چیزوں کو اہمیت دے گا جن کی اسے اس مادی زندگی میں ضرورت ہے۔ان دنیاوی مسائلوں میں انسان کے لیے معاش کا مسئلہ (Financial Problem) سب سے اہم ہے۔

زندگی کے دوسرے مقصد یعنی ''مذہبی تصور'' کے مطابق زندگی کے سارے مسائل میں انسان کا بنیادی مسئلہ یہ ٹھہرتا ہے کہ وہ اپنے نفس کو غلط خواہشات یعنی نفسانی خواہشات سے پاک وصاف کرے اور اس کو اللہ تعالیٰ کے احکام کے تابع بنائے۔ دینِ اسلام نہ تو مادی ضروریات سے کنارہ کشی کی دعوت دیتا ہے، نہ مادے اور روح میں تفریق کر کے، انھیں الگ الگ رکھ کر ان کی ترقی کی الگ الگ راہیں تجویز کرتا ہے؛ بلکہ وہ ایسی شاہراہ متعین کرتا ہے، جس پر روح اور مادہ دونوں مل کر ساتھ سفر کر سکیں اور انسان کو اس کی منزل پر پہنچا سکے۔ یہ نظامِ زندگی انسانیت کی صحیح تعمیر اور اس کی مکمل ترقی کی ضمانت دیتا ہے، اس نظام کا ایک ایک جزاور ایک ایک حصہ اصل مقصد کا خادم ہے۔ معیشت اور اقتصاد بھی اس نظام کا ایک حصہ ہے، اسلام نے اقتصادی اور معاشی نظام کی تشکیل ایسے حکیمانہ انداز میں کی ہے کہ وہ انسان کے لیے تزکیہء نفس کا ایک فطری ذریعہ اور انسانیت کی ترقی کا ایک وسیلہ اور زینہ بن جائے۔

اسلام میں دولت کا مقام:

اسلام ایک دین ہے جس کا نصب العین ہے کہ انسان کو خالقِ کائنات کی مرضیات کے مطابق زندگی بسر کرنے کا ڈھنگ بتائے اور اس کی بخشی ہوئی تمام قوتوں سے صحیح طور پر کام لے اور اس طرح دونوں جہانوں کی وسعتوں میں پھیلی ہوئی اپنی زندگی کو خوشگوار اور بامراد بنا سکے چنانچہ اسلام مال ودولت کو زندگی کے قیام کا ذریعہ اور اللہ کا فضل قرار دیتا ہے اور اس کے کمانے کا حکم دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

اَمۡوَالَکُمُ الَّتِیۡ جَعَلَ اللّٰہُ لَکُمۡ قِیٰماً۔[1]

ترجمہ: تمہارے وہ مال جن کو اللہ نے تمہاری زندگی کے قیام کا ذریعہ بنایا۔

وَابۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِ اللّٰہِ۔[2]

ترجمہ: اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔

اللہ تعالیٰ نے یہ ساری دولت پوری نوعِ انسانی کی زندگی کی ضروریات پوری کرنے کیلئے پیدا کی ہے، زمین کے اوپر اور اس کے

پیٹ میں جو کچھ بھی ہے، اس لیے ہے کہ اللہ کی مخلوق کیلئے رزق کے سامان اور زندگی کی ضروریات فراہم ہوں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا۔[3]

ترجمہ: زمین میں جو کچھ ہے وہ تم سب کے لیے پیدا کیا ہے ۔

اور صرف زمین میں ہی نہیں بلکہ فضاؤں میں بھی جو کچھ ہے وہ بھی تمام انسانوں کیلئے ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ۔[4]

ترجمہ: تمہارے لیے رات اور دن کو مسخر کر دیا ہے اور چاند اور سورج کو اور ستارے اس کے حکم کے تابع ہیں۔

گویا یہ پوری دنیا اور اس کے وسائل دنیا کے تمام انسانوں کا مشترک سرمایہ ہیں اور ہر فرد کا بنیادی حق ہے کہ اس میں حصہ پائے۔ ہر شخص یہ بنیادی حق کس طرح حاصل کرتا ہے، اسلام کا اقتصادی نظام اسی سوال کا جواب ہے۔

اسلام کا اقتصادی و معاشی نظام:

جس دولت کو اسلام نے اتنی اہمیت دی ہے کہ اس کو اللہ کا فضل قرار دیا ہے، اسکے حاصل کرنے اور اس کی تقسیم کا نظام بھی اس نے اس کے شایانِ شان بنایا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ تمام انسانوں میں کسبِ معاش کی صلاحیتیں ایک جیسی نہیں ہوتیں اور سب کیلئے حالات سازگار نہیں ہوتے: اس لیے کچھ لوگوں کو ضرورت کے مطابق بھی معاش حاصل نہیں ہوتا ہے۔ اور ایک طبقہ وہ ہوتا ہے جو اپنی ضرورت کے مطابق ہی حاصل کر پاتا ہے۔ تیسرا طبقہ وہ ہوتا ہے جو اپنی ضرورتوں سے بڑھ کر حاصل کر لیتا ہے۔ ایک اچھا اقتصادی اور معاشی نظام (The Best Economic & Financial System) وہ ہوتا ہے جو معیشت کے اختلاف کو اعتدال کے حدوں سے آگے بڑھنے نہ دے اور ایسی صورت پیدا نہ ہونے دے کہ دوسرا طبقہ محرومی کی حالت میں مبتلا رہے۔

اسلام میں معاشی حقوق کے ضوابط:

اسلام کے اقتصادی اور معاشی نظام کی اصل بنیاد اخلاق ہے لیکن اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ انسان فرشتہ نہیں ہے، اس کی نظروں میں ہمیشہ زندگی کی اعلیٰ قدریں نہیں رہتیں، اس لیے اسلام نے معاشرے کے حاجت مند افراد کی ضروریات کو پورا کرنے کا کام صرف مالداروں کے احساسِ ذمہ داری پر نہیں چھوڑا بلکہ ایسا جامع نظام پیش کیا جس میں قابلِ اطمینان حل موجود ہے۔ اقتصادی اخلاقیات کے کئی اسلامی اصول و ضابطے ہیں جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

1: تمام لوگوں کے لیے کسبِ معاش کی کھلی آزادی ہے۔

2: جو لوگ اپنی صلاحیتوں اور حالات کے سازگار ہونے کیوجہ سے زیادہ ذرائع حاصل کر لیں، ان پر دو طرح کی ذمہ داریاں ہیں:

(الف): پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ اہلِ ثروت کو اپنی آمدنی کا ایک حصہ لازماً اپنے غریب بھائیوں کو دینا پڑے گا۔

(ب): دوسری یہ کہ دولت کمانے اور دولت خرچ کرنے کے ان طریقوں کی ممانعت ہوگی، جن سے دنیا میں دولت

پرستی پیدا ہوتی ہے۔

3: کوئی شخص یا ادارہ دولت سے دولت پیدا نہیں کر سکتا، یعنی سود مہاجنی ہو یا تجارتی یا بینک کے ذریعے اس میں اپنی دولت نہیں لگا سکتا، اسلام کی نظر میں سود انتہائی سنگین جرم ہے اور سود لینے والا لعنت کا مستحق ہے، اس کے ساتھ سود دینے والا، سودی معاملات کی دستاویز لکھنے والا اور اس کے گواہ سب اس لعنت میں شریک ہیں۔

4: کوئی مشترک تجارتی ادارہ ایسا کاروبار نہیں کر سکتا جس میں ایک فریق کا نفع تو متعین ہو مگر دوسرے کا محض اتفاق کے حوالے ہو۔

5: ایسے لین دین ممنوع ہیں جن میں دھوکا ہو سکتا ہے، مثلاً جس چیز کا سودا ہو رہا ہے وہ سامنے موجود نہ ہو یا اس کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ وہ چیز کیسی ہے۔

6: جو چیزیں دیکھنے والے کے اختیار میں نہ ہوں ان کو وہ محض اپنے موہوم اختیار کے ذریعے نہیں بیچ سکتا، مثلاً اڑنے والے پرندے، زیر ملکیت تالاب کی مچھلیاں، زمین کے اندر پٹرول، کوئلہ، تانبہ، سونا چاندی، کوئی بھی معدنی چیز؛ اس لیے کہ وہ زمین آپ کی مملوکہ ہے آپ بیچ نہیں سکتے اور نہ کوئی آپ سے خرید سکتا ہے۔

7: ذخیرہ اندوزی منع ہے، چاہے تاجر کرے یا صنعت کار۔

8: جوئے، سٹے، وعدے کے سودے جن سے بلا محنت روپیہ سمیٹنے کی ذہنیت پرورش پاتی ہے۔

9: تعیش کے سامان جو قطعی حرام ہیں، ان کا بنانا اور بیچنا قطعاً ممنوع ہے۔

10: محنت اور سرمایے کے باہمی تعلق کو اسلام ایک حد تک آزاد رکھتا ہے۔[5]

جدید اقتصادی نظام (Modern Economic System) میں سب سے بڑی دشواری یہ ہے کہ پورا نظام سود (Usury) پر قائم ہے، بینک سودی سسٹم پر چلتے ہیں۔ حالانکہ بینک آج کے دور کی ایک اہم ضرورت ہے، بینک ہمارے سرمایے کی حفاظت کرتا ہے اور اس کے علاوہ بھی بہت سی خدمات انجام دیتا ہے، بینکوں کے کچھ کام ایسے ہیں جن میں سود نہیں ہے ان سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے، جن میں چیک کا لین دین، ڈرافٹ وغیرہ کا بنوانا، اکاؤنٹ میں پیسوں کا آنا، بجلی، گیس پانی اور دیگر ٹیکسوں کی ادائیگی جو بینک کے ذریعہ سے ہی ہوتی ہے وہ کریں، اگر کسی معاملہ میں مجبور ہو جائیں تو بہ اکراہ اس کو کریں مگر اس کا کوئی دوسرا راستہ ضرور تلاش کریں تاکہ دوبارہ نہ کرنا پڑے۔ اگر کسی معاملہ میں شک ہو جائے تو بینک کے افسروں سے رابطہ کریں، تفصیل معلوم کریں اور اپنی عقل و سمجھ سے فیصلہ کریں کہ سود سے کیسے جان چھوٹے اور یہ کوشش بھی جاری ہے کہ بینک کاری بالکل اسلام کے تصور کے مطابق ہو۔[6]

اسلامی بینک کاری نظام میں سود کا تصور نہیں ہے، اس لیے کہ اس میں پیداوار کی قیمت کم ہوتی ہے اور سرمایہ زیادہ پیدا ہوتا ہے۔ خوشحالی کا راز یہ ہے کہ سرمایہ کی گردش کو تیز کیا جائے، سرمایہ رگوں میں دوڑتے ہوئے اس خون کی طرح ہے جو جسم کے ہر حصے کو طاقت دیتا ہے یا بہتے ہوئے اس پانی کی طرح ہے جو زمین کو سیراب کرتا ہے اور شادابی لاتا ہے اس لیے قرآن کہتا ہے کہ:

اَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا۔[7]

ترجمہ: اللہ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔

قرآن حکیم اور سنت رسول ﷺ کا بتایا ہوا اقتصادی نظام انسانیت کی معاشی فلاح کا ضامن ہے، مگر یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ اسلام کا اقتصادی نظام اسلام کے پورے نظام حیات کا ایک جزو(Portion) ہے اور اس جزو کے فائدے اس وقت تک پوری طرح محسوس نہیں کیے جاسکتے، جب تک اس جزو کو اپنے کل(Whole) کے اندر اس کے موزوں مقام پر نہ رکھا جائے۔

اسلامی معاشی واقتصادی نظام کی خصوصیات:

اقتصادی نظام اور اس کی راہ میں پیش آمدہ مشکلات(Up-Coming Problems) کا حل(Solutions) جو اسلام نے پیش کیا ہے اس کو جاننے سے پہلے ذہن میں اسلامی معیشت واقتصاد کا تصور واضح ہونا اور یہ بات معلوم ہونی از حد ضروری ہے کہ اسلامی اقتصاد و معیشت کس چیز کا نام ہے؟ اس کی کیا بنیادی خصوصیات ہیں؟ وہ کس طرح دوسری معیشتوں سے ممتاز ہے؟ کیونکہ جب تک یہ بات واضح نہ ہوگی اس وقت تک اقتصادی مسائل پر بحث و تحقیق اور ان کا کوئی حل منطقی طور پر درست نہیں ہوگا۔

موجودہ دور میں سرمایہ دارانہ معیشت اور اس کے قوانین کو مسلمانوں پر مسلط کیا جارہا ہے اور مسلم مفکرین مغربی فری مارکٹ ماڈل کے ذریعے اپنے مقامی مسائل کا حل تلاش کر رہے ہیں۔ آج اس نازک موڑ پر یہ ناگزیر ہو جاتا ہے کہ اسلامی معاشی نظام کی وضاحت کی جائے۔ کچھ ماہرین اقتصاد، اخلاقیات سے اقتصادات کا ربط مشکل سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ علم الاقتصاد ایک غیر جانبدارانہ فن ہے جس کا اخلاقی مباحث سے کوئی تعلق نہیں لیکن اسلامی اقتصاد میں اخلاقیات کو اسلامی عقیدے کا ایک جزء سمجھا جاتا ہے اس لیے تجارتی اور اقتصادی معاملات کو شریعت اسلامی کے عام دائرے سے الگ نہیں کیا جاسکتا ہے کیونکہ مسلمان دوسروں کے ساتھ اپنے دیگر تعامل کی طرح ایسے معاملے میں بھی اللہ کی نگرانی کا خیال رکھتا ہے۔ اقتصادی اخلاقیات کے کئی اسلامی اصول وضابطے ہیں جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں۔

اسلامی اقتصادی نظام ایمان و تقویٰ کا داعی ہے:

تقویٰ اسلامی اقتصاد کے اصول وضوابط میں سے ایک اہم بنیادی ضابطہ ہے۔ بلکہ جملہ شعبہ حیات میں ہی وہ ایک بنیادی ضابطہ ہے کیونکہ زندگی بجائے خود اللہ کی امانت، رضائے مولیٰ کی مشتاق اور اس کے عذاب سے خائف ہے۔ طریقہ ہائے تقویٰ میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں۔

(الف) امانت:

عام لوگ امانت کو اس کے سب سے تنگ معنٰی ومفہوم سونپے گئے سامان کی حفاظت میں ہی محصور کرتے ہیں جبکہ اس کے اور بھی دیگر معنٰی مفہوم ہیں جیسے آدمی (فیکٹری ہو یا کھیت کھلیان یا پھر دوکان، بازار کہیں بھی) کام میں اپنی مکمل ذمہ داری ادا کرنے کا

خواہاں و کوشاں رہے اور لوگوں کے ان سبھی حقوق کا خیال رکھے جو اس پر عائد ہیں، اسلامی اقتصاد میں امانت کا ایک مفہوم یہ ہے کہ اپنے کسی ذاتی فائدے یا رشتہ دار کے مفاد کی خاطر اپنے منصب کا ناجائز استعمال نہ کرے۔ امانت کے ان معانی و مفاہیم کی کئی احادیث دلیل بھی ہیں، جیسے کہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان:

لکل غادر لواء یرفع له بقدر غدرته إلا ولا غادر أعظم من أمیر عامة۔[8]

ترجمہ: ہر فریبی کیلئے (قیامت کے دن) ایک جھنڈا ہوگا جو اس کے دھوکہ و فریب کے حساب سے بلند رہے گا۔ (سنو! امیر عام کے بدعہدی کرنے والے سے بڑھ کر کوئی فریبی نہیں)

اور ارشاد نبوی ہے:

من استعملناه علی عمل فرزقناه رزقاً فما أخذ بعد ذلك فهو غلول۔[9]

ترجمہ: یعنی ہم نے کسی کو کسی کام کیلئے مزدوری پہ رکھا اور اسے اجرت بھی دے دی پھر اس کے بعد بھی وہ کچھ لے لیتا ہے تو یہ خیانت ہے۔

بعثت سے قبل آپ ﷺ کی سب سے ممتاز صفت یہی امانت تھی یہاں تک کہ آپ کو امین (امانت و دیانت دار) کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔

(ب) وفا:

اسلامی اقتصاد میں عقد اور عہد و پیمان کی بڑی اہمیت ہے اسی وجہ سے انسان کی وعدہ وفائی دنیا و آخرت میں اس کی عزت وسعادت کی بنیاد ہے اور اسلامی اقتصاد اسی عہد و عقد پر مبنی ہے جس کے اندر مالی معاملات ملحوظ ہوتے ہیں، بشرطیکہ وہ کتاب وسنت (قرآن وحدیث) کے مطابق شریعت کے مقاصد بروئے کار لانے والے ہوں۔ ارشاد ربانی ہے کہ:

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ۔[10]

ترجمہ: اے ایمان والو! عہد و پیمان پورے کرو۔

وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْؤُلًا۔[11]

ترجمہ: اور وعدے پورے کرو، کیونکہ قول و قرار کی بازپرس ہوگی۔

اسلامی اقتصاد خیر کی آفاقیت کا پیغام دیتا ہے:

اسلامی اقتصاد بذل و انفاق پر مبنی ہے اس لیے اسلام نے مسلمانوں کو ایثار و سخاوت و عطیہ و بخشش کی دعوت دی ہے اور نیکی واحسان کی طرف بڑھنے کی نصیحت کی ہے۔ ارشاد ربانی ہے کہ:

وَیَسْئَلُونَكَ مَاذَا یُنفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ۔[12]

ترجمہ : اور لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں؟ تو آپ فرمادیجئے کہ حاجت (ضرورت) سے زائد چیز۔

اور اللہ تعالیٰ مزید فرماتے ہیں کہ :

يَسْئَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ قُلْ مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ۔[13]

ترجمہ : لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں تو آپ فرمادیں کہ جو مال تم خرچ کرو، وہ ماں باپ کیلئے ہے اور رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کیلئے ہے۔

وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ۔[14]

ترجمہ : بلکہ حقیقتاً اچھا شخص وہ ہے جو اللہ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب پر اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو، جو مال سے محبت کرنے کے باوجود قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سوال کرنے والوں اور غلام آزاد کرانے میں دے ۔

اسلامی اقتصاد میں "بر" (نیکی) کا مفہوم اتنا وسیع ہے کہ اس میں آپ ہر صحیح و درست کی تصویر دیکھ سکتے ہیں۔

اسلامی اقتصاد اعتدال و میانہ روی کی دعوت دیتا ہے:

اسلامی اقتصاد لوگوں کے انفرادی و معاشرتی اور اقتصادی مسائل منظم کرتا ہے تاکہ مسلمان مہلک رہبانیت اور تباہ کن مادیت کی طرف مائل نہ ہو، وہ توسط و میانہ روی، صحیح راستہ کی پیروی اور اعتدال و توازن کی بات کرتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے کہ :

وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا۔[15]

ترجمہ : اور جو کچھ اللہ نے دے رکھا ہے اس میں سے آخرت کے گھر کی تلاش بھی رکھ اور اپنے دنیوی حصے کو بھی نہ بھول۔

اس لیے اسلامی اقتصاد کی اولین بات یہ ہے مسلمان شکم پرور نہیں ہو، جس کی صرف یہی فکر ہو کہ اس کے دسترخوان پر قسم قسم کے کھانے رہیں، اسراف و تبذیر اور عیش کوشی کی ممانعت تو اسی وجہ سے ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے کہ :

يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ۔[16]

ترجمہ : اے آدم کے بیٹو! ہر نماز کے وقت اپنی زینت اختیار کرو، کھاؤ، پیو اور فضول خرچی مت کرو، بلاشبہ وہ فضول خرچوں کو پسند نہیں کرتا ہے۔

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا۔ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ۔[17]

ترجمہ: اور اسراف و بے جا خرچ سے بچو بے جا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔

وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا۔[18]

ترجمہ: اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کے خوش حال لوگوں کو حکم دیتے ہیں اور وہ اس بستی میں

کھلے عام نافرمانی کرنے لگتے ہیں۔

بے جا اسراف وفضول خرچی کی طرح قرآن پاک میں بخل اور کنجوسی کی بھی ممانعت آئی ہے:

وَلَا تَجۡعَلۡ يَدَكَ مَغۡلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ[19]۔اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا مت رکھ۔

بخل سے دور رہنے کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ: ایّاکم والشح[20]۔ بخالت سے بچو۔

اسراف وفضول خرچی اور بخالت وکنجوسی کی ممانعت اعتدال ومیانہ روی کی ہی دعوت ہے۔ارشاد ربانی ہے کہ:

وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمۡ يُسۡرِفُوا وَلَمۡ يَقۡتُرُوا وَكَانَ بَيۡنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا۔[21]

ترجمہ: اور جو خرچ کرتے وقت اسراف کرتے ہیں اور نہ ہی بخیلی، بلکہ ان دونوں کے درمیان معتدل طریقے پر خرچ کرتے ہیں۔

اسلام کے لائے ہوئے نظام معیشت کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ یہ ربانی ہے اس کے بعد ایک صاحب ایمان کو کچھ اور جاننے کی ضرورت نہیں رہتی۔تاہم رسم دنیا نبھانے کے لئے اور اجتماع احباب کے نادر موقع سے فائدہ اٹھانے کے لئے،اس نظام معیشت کے امتیازی خصائص پر طائرانہ نظر ڈالتے ہیں اس اذعان ویقین کے ساتھ کہ اس کے خصائص وامتیازات کا احاطہ حد امکان سے باہر ہے:

وَيَزۡدَادَ الَّذِينَ آمَنُوٓا إِيمَانًا لا وَّلَا يَرۡتَابَ الَّذِينَ أُوتُوا الۡكِتَابَ وَالۡمُؤۡمِنُونَ لا۔[22]

ترجمہ: اور ایمانداروں کا ایمان زیادہ ہو۔اور اہل کتاب اور ایماندار کسی شک میں نہ رہیں۔

اسلام کا نظام معیشت ہی حقیقت میں ایک نظام ہے۔باقی نظاموں کو نظام صرف اس طرح کہا جاتا ہے جیسے کہ اسلام کے سوا باقی مذاہب کو بھی دین کہہ لیا جاتا ہے، لیکن جس طرح ہمارا ایمان ہی نہیں ہمارا دعوی ہے کہ "لا الہ الا اللہ"۔اسی طرح ہمارا یقین ہے کہ اسلامی نظام معیشت کے سوا کوئی نظام نہیں بلکہ "نظام" کے خلاف بغاوت سے عبارت ہیں اور تمام " نظام ہائے معیشت" جو اصل میں سارے ایک ہیں۔دنیا کی حقیقت اسی میں انسانیت کی حیثیت کے بارے میں درست معلومات اور عقائد پر مبنی نہیں ہیں اور اس کے علاوہ اسلامی نظام معیشت کی ایک بڑی خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ مستقل اور سب سے ممتاز نظام ہے۔انسانی تجربات کے نتیجے میں وجود میں نہیں آیا اور نہ یہ کسی قسم کے رد عمل کا ثمر ہے۔باقی تمام نظامہائے معیشت رد عمل کے طور پر وجود میں آئے۔تجربات ہیں یا تجربات سے اخذ کیا ہوا نتیجہ۔جاگیر داری نظام دور غلامی کی کوکھ سے پیدا ہوا اس لئے اس کے تمام خصائص کا حامل تھا۔غلامی میں آقا ایک فرد ہوتا تھا تو نظام جاگیر داری میں پورا نظام، پھر زمانے نے ایک کروٹ لی جاگیر داری نظام نے سرمایہ داری نظام کی شکل اختیار کر لی جاگیر دار سرمایہ دار بن گیا اور کاشتکار مزدور ٹھہرا۔اور آزاد معیشت کے نام پر ایسا استبداد مسلط ہوا کہ لوگ دور غلامی اور جاگیر داری کی سختیاں بھول گئے۔اس کے رد عمل میں سوشلزم نے جنم لیا لیکن استحصال کے خاتمے کا دعوی لیکر اٹھنے والی تحریک ریاست کی طاقت سے لیس ہو کر استحصال کا سب سے بڑا ذریعہ بن گئی۔اور ترقی پسندی کے نام پر ترقی معکوس کرتے ہوئے انسانیت کو بد ترین غلامی کے

دور میں پہنچا دیا۔ یہ انسانی شعور اور معاشی نظریات کے ارتقاء کی مختصر تاریخ ہے۔اس کے مقابل اسلام کا نظام اقتصادیات اللہ ربّ العزۃ والجلال کے علم و حکمت کا مظہر اور اس کی رحمت کا نشان ہے۔ اور تہوز، انتقام، طیش وغیرہ رد عمل کے ہر نقص سے مبرا ہے۔

اسلام کے نظام معیشت میں کوئی پیچیدگی نہیں، وہ بالکل واضح اور ہر قسم کے ابہام سے پاک ہے قرآن آیات بینات پر مشتمل ہے اور جناب رسول اللہ کا ارشاد ہے: الحلال بین والحرام بین[23]۔ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے۔

اسی طرح اسلامی نظام معیشت میں معاہدہ یا خرید و فروخت کرنے والوں کو بھی یہی حکم ہے کہ صداقت و وضاحت سے کام لیں۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

البیعان بالخیار مالم یتفرقا فان صدقا وبینا بورك لهما فی بیعهما وان کتما وکذبا محقت برکة بیعهما[24]

ترجمہ : سودے کے دونوں فریقوں کو الگ الگ ہونے تک اختیار ہے اگر دونوں صداقت اور وضاحت سے کام لیں گے تو انکے سودے میں برکت ہو گی اور اگر جھوٹ اور فریب سے کام لیں گے تو سودے کی برکت ختم کر دی جائے گی۔

نبی اکرم ﷺ بازار میں تشریف لے گئے، اناج کے ایک ڈھیر میں ہاتھ ڈالا تو تری محسوس کی تو دکاندار سے فرمایا: یہ کیا؟ اس نے کہا حضور رات کو اس پر بارش پڑ گئی تھی فرمایا تو گیلا حصہ اوپر کرنا تھا "من غش فلیس منا" (جس نے ہمیں اندھیرے میں رکھا وہ ہم میں سے نہیں۔[25]

یہی وجہ ہے کہ محاقلہ اور مزابنہ سے منع کر دیا گیا ہے (کھیت میں سٹوں اور بالیوں میں موجود اناج کو خشک اناج کی معلوم و معین تعداد کے بدلے فروخت کرنا محاقلہ کہلاتا ہے اور درختوں یا بیلوں میں لگے پھل کو اسی نوع کے خشک پھل کی معلوم و معین مقدار کے عوض بیچنا مزابنہ کہلاتا ہے)۔ بیع سلم میں بھی یہی حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

من أسلف فی شئی فلیسلف فی کیل معلوم و وزن معلوم الی اجل معلوم۔[26]

ترجمہ : اگر کوئی پیشگی ادائیگی کرتا ہے تو اس چیز کا ماپ تول اور ادائیگی کی مدت معلوم ہونی چاہئے۔

اسی طرح عقد قراض یا مضاربہ میں بھی ضروری ہے کہ صاحب مال (Investor) اور عامل Worker دونوں آپس میں تقسیم منافع کا تناسب طے کر لیں ابہام نہیں ہونا چاہئے۔ الموسوعۃ الفقریۃ الکویۃ میں قراض کی تعریف ہی یہ بیان کی گئی ہے کہ:

هو ان یدفع الرجل الی رجل نقدا لیتجر یه علی ان الربح بینهما علی ما یتشار طانه۔[27]

ترجمہ: یعنی قراض یا مضاربہ اس کو کہا جاتا ہے کہ ایک شخص اگر دوسرے کو مال مہیا کرے کہ وہ اس میں تجارت کرے گا اور منافع ان دونوں کے درمیان طے شدہ نسبت کے ساتھ تقسیم کیا جائے گا۔

اسی طرح معلم شریعت محسن انسانیت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

التاجر الصدوق الامین مع النبیین و الصدیقین و الشهداء۔[28]

ترجمہ: صداقت شعار اور امانت دار تاجر انبیاء صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا ۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ:

ان اللّٰہ تعالٰی یقُوْلُ أنا ثَالِثُ الشَّرِیکَیْنِ مَا لَمْ یَخُنْ أَحَدُھُمَا صَاحِبَہٗ فَإذَا خَانَہٗ خَرَجْتُ مِنْ بَیْنِھِمْ۔[29]

اسلامی نظام معیشت ازلی بھی ہے اور ابدی بھی، وقتی یا موسمی نہیں اور نہ ہی ہر دم متغیر نظریات کی طرح تبدیلی اور ترامیم کا شکار ہوتا ہے اس لئے کہ یہ تجربات وحوادث کے نتیجے میں وجود میں نہیں آیا بلکہ علیم وخبیر، خلاق ارض وسماء عالم الغیب والشھادۃ کا نازل فرمودہ دین ہے جو انسان کی فطرت سے مطابقت رکھتا ہے:

فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ۔[30]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی پیدہ کردہ فطرت کو جس پر اس نے انسانوں کو پیدا کیا ہے (اختیار کرو)، اللہ کی تخلیق کردہ فطرت میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا، یہی سیدھا دین ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اور نبی کریم معلم بشریت مرشد انسانیت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لا یبیع المرء علی بیع أخیه ولا تناجشوا ولا یبع حاضر لباد۔[31]

ترجمہ: کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے ایک دوسرے کو دھوکہ نہ دو اور کوئی شہری کسی بدوی کیلئے سودا نہ کرے ۔

علاوہ ازیں قرآن وسنت کے الفاظ اور ان میں بیان کئے گئے اصول وضوابط میں اتنی وسعت اور گہرائی ہے کہ کوئی جز بھی اس سے باہر نہیں رہ جاتا یہی وجہ ہے کہ اختلاف رونما ہونے کی صورت میں کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا گیا ہے اگر کتاب وسنت میں ان اختلافات کا حل نہ ہو اور ان سے نکلنے کا راستہ نہ ہو تو یہ حکم عبث اور بے معنی ہو جاتا ہے۔ نبی مکرم رحمۃ للعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الحلال ما احل اللہ فی کتابه والحرام ما حرم اللہ فی کتابه وما سکت عنه فھو مما عفا عن۔[32]

ترجمہ: حلال وہ ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حلال قرار دیا اور حرام وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حرام قرار دیا اور جس سے سکوت اختیار تو وہ ہے جس سے عفو سے کام لیا۔

اسلام کا نظام معیشت صرف نظریہ نہیں اور افلاطون کی طرح صرف خیال نہیں بلکہ قرونِ مفضلہ میں کامل طور پر اور اس کے بعد بیشتر طور پر نافذ العمل رہا اور یہی وہ زمانہ ہے جب انسان اسلام کے نظامِ عدل کے سایہ سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ ایک زمانہ تھا جب کوئی شخص فوت ہو جاتا تھا تو نبی رحمت ﷺ اس کے متعلق سوال کرتے کہ ''ھل علیه من دین'' اگر اثبات میں جواب ملتا تو ''ھل ترك من وفاء'' قرض کی ادائیگی کا کوئی سامان کیا۔ اگر اس کے ذمہ قرض کی ادائیگی کا سامان ہوتا تو اس کی نماز جنازہ پڑھاتے ورنہ

کہتے "صلّوا علی صاحبکمـ"(تم خود ہی اس کی نماز جنازہ پڑھ لو) پھر اللہ تعالیٰ نے رزق امّت کو وسیع کر دیا تو نبی اکرم ﷺ نے اعلان کروادیا: من ترك مالا فلورثته، ومن ترك دينا او كلا فإلينا۔[33]

ترجمہ : جو مال چھوڑ کر مرا تو اس کے وارثوں کے لئے ہے اور اگر کوئی قرض یا عیال چھوڑ کر مرا تو اس کے ذمہ دار ہم ہیں۔

جس طرح اللہ کے دین، اسلام کا محاسن اور خصائص کا استقصاء اور احاطہ حد بیان و تقریر سے باہر ہے اسی طرح اس شجرہ طیبہ کی ایک شاخ اس کے نظام معیشت کے امتیازات و خصوصیات شمار کرنا بھی انسانی طاقت سے افزوں تر ہے۔

خلاصہ بحث:

اسلام کا نظریہ معیشت فطرت سے ہم آہنگ اور تمام معاشی مشکلات کا واحد حل ہے اس لئے کہ یہ نظام نہ تجربات کا مرہون منت ہے اور نہ اقتصادی ماہرین کی ذہنی کاوش کا نتیجہ، بلکہ یہ معاشی نظام پروردگار نے تجویز کیا اور پیغمبر اسلام انے پیش کیا، اس لئے یہ نظام ہی وہ واحد نظام معیشت ہے جو اگر تمام عالم پر چھا جائے تو دنیا میں صرف معاشی سکون ہی سکون ہو، اس لئے کہ یہ مالک حقیقی نے بنایا ہے، وہ ہم سب کا رب ہے۔ لہٰذا اس کی ربوبیت کا سایہ بھی سب پر یکساں ہے، اس میں اجتماعی مفاد ہی ملحوظ ہے، شخصی یا گروہی مفاد کا شائبہ تک نہیں۔ اسلامی نقطہ ء نظر سے حقیقی مالک صرف اللہ ہے، ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز اور بڑی سے بڑی چیز اس کی ملکیت میں داخل ہے، چنانچہ اُس نے مال کی نسبت اپنی ذات کی طرف دیتے ہوئے فرمایا: "خدا کے مال میں سے جو اُس نے تمہیں دیا ہے، اُن کو بھی دو۔" اللہ کے مال میں بنیادی طور پر تمام انسانوں کو یکساں حق تصرف حاصل ہے، تمام چیزیں جو زمین سے نکلتی ہیں یا دنیا میں پائی جاتی ہیں، سب کی سب بنی نوع انسان کی نفع رسائی کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ اسلام نے معاشی آزادی کے ساتھ انفرادی ملکیت کا بھی حق دیا ہے، اس لئے کہ انفرادی ملکیت ایک ایسا جذبہ ہے جو فطرت انسانی ہے اور اسلام اپنے تمام شعبہ ہائے حیات میں فطرت کا ہمنوا ہے۔

دین اسلام نے ملکیت کے تحفظ واحترام پر بھی زور دیا ہے، چنانچہ غصب، خیانت اور چوری ڈکیتی پر سزا لازم قرار دی ہے۔ اسلام کا عدل پسند مزاج یہ گوارا نہیں کرتا کہ کسی کا مال اس کے مالک کی رضامندی کے بغیر استعمال کیا جائے۔ اسلام نے اگرچہ شخصی ملکیت کا حق دیا ہے، مگر وسائل معیشت پر ایسے قیود عائد کر دیئے ہیں کہ بے قید سرمایہ داری کا انسداد اور اُس سے پیدا ہونے والے مفاسد کا تدارک ہو جاتا ہے، چنانچہ جائز و ناجائز، حلال و حرام کی تفریق قائم کر کے دولت کو متوازن حد سے آگے نہیں بڑھنے دیا اور اندھا دھند دولت حاصل کر کے اس کی اجارہ داری کے آگے ایک بند خود بخود بندھ جاتا ہے، اس بے قید سرمایہ داری کا ایک بڑا سبب سودی کاروبار ہے۔ اسلام سود کو حرام قرار دیتا ہے تاکہ سرمایہ داری کو تقویت حاصل نہ ہو۔ اسی طرح جواء، لاٹری اور سٹہ بھی حرام ہے، ان چیزوں میں دوسرے کا مال بغیر معاوضے کے ہتھیا لیا جاتا ہے جس سے ہارنے والے کا دل مال جیتنے والے کی طرف سے خراب ہو جاتا ہے اور فتنہ و فساد برپا ہوتا ہے جو امن عامہ کو خراب کرتا ہے، اسی لئے قرآن مجید میں اس کو عمل شیطان قرار دیا گیا ہے۔ جب اللہ کسی چیز کو حرام بتاتا ہے تو اس کے معاوضے میں حاصل ہونے والا مال بھی حرام قرار دیتا ہے یعنی ایک شخص اپنا مکان کرائے پر دیتا ہے، وہاں شراب فروخت

ہوتی ہے تو وہ رقم جو کرایہ کی صورت میں حاصل ہو وہ قطعی حرام ہے۔ معاشی نظام کی اصلاح میں میانہ روی کو بڑا دخل ہے اگر خرچ کو آمدن سے بڑھنے نہ دیا جائے، تو ذہنی و معاشی پریشانیوں سے چھٹکارا حاصل ہوتا ہے اس بے ضرورت صرف سے روکنے کا مقصد یہ ہے کہ غریب اور نادار لوگوں میں احساس محرومی پیدا نہ ہو اور اگر کوئی شخص مالدار ہے، تو اس کو چاہئے کہ اپنے غریب بھائی کی مدد کرے تاکہ دولت کے انبار جمع نہ ہوں اور سب مسلمان اچھی اور بہتر زندگی بسر کریں، یعنی اسلام یہ چاہتا ہے کہ سونا چاندی جمع کرنے کے بجائے گردش میں رکھا جائے، تو صاحب مال کے مال میں بھی وسعت ہوگی اور دوسرے اس گردش زر سے فائدہ اُٹھا کر بے روزگاری سے بچیں گے۔ اگر ہم خلفاء راشدین عہد کے معاشی نظام کا جائزہ لیں تو بالکل روشن اور واضح ہو جائے گا کہ کاروباری آزادی کے ساتھ پیداواری وسائل عوام کی ملکیت تھے، ہر شخص معیشت کے مختلف ذرائع زراعت، تجارت، دستکاری وغیرہ اختیار کرنے میں آزاد تھا جسکے نتیجے میں ہر شخص مطمئن ہو کر جدوجہد میں لگا ہوا تھا اور معاشرے میں سکون تھا۔ ذخیرہ اندوزی کر کے مصنوعی قلت اور گرانی پیدا کرنا ایک معاشرتی جرم ہے۔ معاشی نظام میں توازن اسی صورت قائم رہ سکتا ہے جب اسراف، یعنی ضرورت سے زیادہ خرچ نہ کیا جائے اگر ہم دنیا میں اسلامی نظام معیشت Islamic Economic/Financing System کو رائج کرنا چاہتے ہیں، تو مذکورہ باتوں پر غور و عمل کرنا ہوگا جس کے نتیجے میں انشااللہ ایک مستحکم معاشی نظام قائم ہو جائے گا اور اسکے ثمرات عوام الناس تک پہنچیں گے۔

حوالہ جات

---

[1] النساء 5:4

[2] الجمعۃ 10:62

[3] البقرۃ 35:2

[4] النحل 12:16

[5] عثمانی، مفتی فضیل الرحمن، جدید اقتصادی مشکلات اور قرآن کریم، ماہنامہ دار العلوم دیوبند، انڈیا، شمارہ 3، جلد 98، مارچ 2014ء

[6] مسعود، مفتی محمد طارق، سود کی حقیقت اور اسلامی بینکنگ، نشری تقریر facebook.com/194131587295489/posts

[7] البقرۃ 275:2

[8] مسلم ابن حجاج قشیری، الجامع الصحیح، دار المعرفۃ، بیروت، 2005ء، حدیث نمبر 1735

[9] ابوداؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابو داؤد والحاکم، بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، آفتاب عالم پریس، لاہور، کتاب الخراج، ج2، ص 52

[10] المائدۃ 1:5

[11] الاسراء 43:17

[12] البقرۃ 219:2

[13]البقرۃ2:215

[14]لبقرۃ2:177

[15]القصص28:77

[16]الاعراف7:31

[17]الاسراء17: 26-27

[18]الاسراء17:16

[19]الاسراء17:29

[20]ابن تیمیہؒ، مجموع الفتاویٰ،ج41،ص588-589

[21]الفرقان25:67

[22]المدثر74:31

[23]بخاری،محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح،بیروت،کتاب الایمان،باب فضل من استبرا لدینه،حدیث نمبر4094

[24]متفق علیه،من حدیث حکیم بن حزام،/http://maktaba.pk/book/al-bayan-maeeshat-number/61

[25]صحیح مسلم،معجم طبرانی حدیث نمبر10234 میں یہ الفاظ زائد ہیں والمکرو الخداع فی النار

[26]بخاری،کتاب البیوع،باب اذا بین البیعان،حدیث نمبر2079

[27]الموسوعة الفقهية،المکتبة الوقفية للکتب المصوره،(اوقاف الکویت)المملکة الکویت،1983ء،ج33،ص112

[28]الترمذی،محمد بن عیسی أبو عیسی،سنن الترمذی،کتاب البیوع،باب ماجاء فی التجار،امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے، لیکن شیخ البانی رحمہ اللہ اس روایت کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔الغرض مفہوماً یہ روایت صحیح ہے جس کی تائید شریعت کے دیگر بے شمار دلائل سے ہوتی ہے۔

[29]السجستانی،سلیمان بن اشعث،سنن ابوداود،کتاب البیوع باب الشریعة،حدیث نمبر3383

[30]الروم30:30

[31]صحیح البخاری ،کتاب البیوع،باب لا یبیع علی بیع اخیه،حدیث نمبر214

[32]الترمذی ،کتاب اللباس ،باب ماجاء فی لبس الفراء،وابن ماجه،کتاب الأطعمة

[33]صحیح البخاری،باب الصلاۃعلی من ترک دنیا،ج3،ص118

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.